75093 ۔ بدعتی کی استقامت اس کے عمل و عقیدہ کے سلیم ہونے کی دلیل نہیں

سوال

کیا کسی بدعتی کا باجماعت نماز کا پابند ہونا اور اطاعت پر استقامت اختیار کرنا اس کے عقیدہ اور اعمال کی اصلاح کی نشانی و دلیل ہے، اور اللہ کے ہاں اس کی حالت کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

بلاشك و شبہ اس کے متعلق واجب و ضروری موقف تو یہی ہے کہ بدعات کا رد کیا جائے اور اس سے روکا جائے، اور یہ واضح کیا جائے کہ یہ استقامت و قصد سے خارج ہے، اس کے انکار اور اسے روکنے میں کوئی سستی و تساہل سے کام نہیں لینا چاہیے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم و امر نہیں تو وہ مردود ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1718).

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اہل عرب کا کہنا ہے: یہاں رد مردود کے معنی میں ہے، اور اس کا معنی ہے کہ وہ عمل باطل ہے اس کو شمار نہیں کیا جائیگا اور یہ حدیث ایك اسلامی اصول و قواعد میں سے ایك عظیم قاعدہ و اصول ہے، اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوامع الکلم میں سے.

یہ ہر بدعت ایجاد کے مردود ہونے میں صریح اور واضح حدیث ہے، اس حدیث کو حفظ کرنا ضروری ہے، اور منکرات و برائیوں کو ختم کرنے کے لیے استدلال کرنے میں اس حدیث کا استعمال ضروری ہے " انتہی

دیکھیں: شرح مسلم نووی (12 / 16).

کسی بدعتی شخص کے مظہر سے کہ وہ عبادت یا حسن خلق کا بہت اہتمام کرنے والا ہے اس سے شرعی موقف

میں تبدیل نہیں ہو گی اور یہ چیز اثرانداز نہیں ہو سکتی، کیونکہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا عقیدہ اور عمل بھی صحیح ہے.

اول:

اس لیے کہ ہمیں اس کے خاتمے کا علم نہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اعمال کا دار و مدار خاتمے پر ہے "

متفق علیہ.

دوم:

مسلمان کو بعض اوقات کسی خیر و بھلائی کی توفیق دی جاتی ہے، اور دوسری خیر و بھلائی سے محروم بھی ہو جاتا ہے، اس کے دلائل بہت ہیں:

1 ـ سھل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

" ایك جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا آمنا سامنا ہوا اور لڑائی ہوئی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پڑاؤ میں آئے اور دوسرے اپنے پڑاؤ میں چلے گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں ایك شخص تھا جو کسی بھی اکیلے اور لشکر سے علیحدہ مشرك کو دیکھتا اسے اپنی تلوار سے مار ڈالتا، تو صحابہ کہنے لگے آج ہم میں سے کسی نے بھی اس طرح لڑائی نہیں کی اور کام نہیں آیا جس اس نے کفائت کی.

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رہا وہ تو یقینا جہنمی ہے، چنانچہ ایك شخص کہنے لگا میں ہمیشہ اس کے ساتھ رہونگا:

راوی بیان کرتے ہیں تو وہ شخص اس کے ساتھ ہو لیا جب وہ کھڑا ہوتا تو وہ بھی اس کے ساتھ ٹھر جاتا، اور جب وہ تیز چلتا تو وہ بھی اس کے ساتھ تیزی سے چلتا، راوی بیان کرتے ہیں: وہ آدمی بہت شدید زخمی ہو گیا اور اس نے مرنے میں جلد بازی سے کام لیتے ہوئے اپنی تلوار زمین پر کھڑی کر کے اس کی نوك اپنے سینے میں رکھی اور تلوار پر وزن ڈال کر اپنے آپ کو قتل کر لیا.

تو وہ شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ نے فرمایا کیا ہوا ؟

تو اس شخص نے عرض کیا: جس شخص کا ابھی آپ نے ذکر فرمایا تھا کہ وہ آگ والوں میں سے ہے اور لوگوں نے اس کو بہت بھاری اور بڑا خیال کیا تھا تو میں نے کہا اس کے متعلق میں تمہارے لیے ضرور خبر رکھوں گا.

لہذا میں اس کے پیچھے پیچھے رہا حتی کہ وہ شدید زخمی ہوا اور اس نے موت میں جلدی کرتے ہوئے اپنی تلوار کو زمین میں سیدھا کھڑا کر کے تلوار کی نوک سینے میں رکھ کر اوپر وزن ڈال کر اپنے آپ کو ہلاک کر لیا.

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا:

" یقینا آدمی کوئی ایسا عمل کرتا ہے جو لوگوں کو اہل جنت میں ظاہر ہوتا ہے حالانکہ وہ خود اہل جہنم میں سے ہوتا ہے، اور کوئی شخص لوگوں کی نظر میں جہنمیوں والا عمل کرتا ہے لیکن وہ اصلا جنتی ہوتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2898) صحیح مسلم حدیث نمبر (112).

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس میں اعمال کے دھوکہ کھانے سے بچنے کا کہا گیا ہے " انتہی

دیکھیں: شرح مسلم نووی (2 / 126).

2 - ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

" روز قیامت سب سے پہلے جس شخص کا فیصلہ اور حساب ہو گا وہ شہید ہے، اسے لایا جائیگا اور اسے اللہ اپنی نعمتوں کی پہچان کرائیگا اور وہ پہچان لے گا، اللہ فرمائیگا تو نے اس دنیا میں کیا کیا ؟

تو وہ جواب دیگا میں نے تیرے راہ میں لڑائی کی حتی کہ مجھے شہید کر دیا گیا، اللہ فرمائیگا: تو نے جھوٹ بولا ہے، تو نے تو لڑائی اس لیے کی کہ تجھے بہادر اور شجاع کہا جائے تو وہ دنیا میں کہہ دیا گیا، پھر اس کے بارہ میں حکم دیا جائیگا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں پھینک دیا جائیگا.

اور وہ شخص جس نے تعلیم حاصل کی اور دوسروں کی تعلیم دی اور قرآن مجید پڑھا اسے لایا جائیگا اور اسے بھی نعمتوں کی پہچان کرائی جائیگی وہ ان کی پہچان کر لے گا.

اللہ فرمائیگا: اس میں تو نے کیا کیا ؟ تو وہ جواب دے گا میں نے علم سیکھا اور دوسروں کی تعلیم دی اور تیری راہ میں قرآن مجید پڑھا، اللہ فرمائیگا تو جھوٹ بولتا ہے، لیکن تو نے علم اس سے حاصل کیا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن مجید اس لیے پڑھا کہ تجھے قارئ کہا جائے، تو یہ دنیا میں کہہ دیا گیا، اس کے متعلق حکم دیا جائیگا اور

اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینك دیا جائیگا.

اور وہ شخص جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا اور اسے ہر قسم کا مال دیا اسے روز قیامت لایا جائیگا اور نعمتوں کی پہچان کرائی جائیگی وہ ان کی پہچان کر لیگا، اللہ تعالی فرمائیگا اس کا تو نے کیا کیا ؟

تو وہ جواب دےگا جس راہ میں تو خرچ کرنا پسند کرتا تھا میں نے ہر اس راہ میں خرچ کیا، اللہ فرمائیگا تو جھوٹ بولتا ہے، لیکن تو نے تو یہ اس لیے کیا تھا کہ تجھے سخی کہا جائے، تو یہ دنیا میں کہہ دیا گیا، اسے بھی حکم دیا جائیگا اور چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینك دیا جائیگا "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1905).

یہ ایك اور مثال ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ ظاہر کی اصلاح سے اللہ کے ہاں قبولیت لازم نہیں ہوتی.

3 - اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ خارجیوں کا گروہ نکلے گا اور یہ بدعتی ہونگے ان کے خلاف ہمیں لڑائی کرنا کا حکم دیا اور ہمیں یہ بھی بتایا کہ وہ بہت زیادہ عبادت کرینگے اس کے بارہ میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

" اس امت میں کچھ لوگ ہونگے جو اپنی نمازوں کی بنسبت تمہاری نمازوں کو حقیر جانیں گے، وہ قرآن مجید کی تلاوت کرینگے جو ان کے حلقوم سے نیچے نہیں جائیگا، وہ دین سے اس طرح نکل جائینگے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (6931) صحیح مسلم حدیث نمبر (1064).

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عبادت میں اجتہاد کرنے کا وصف دیا کہ وہ بہت عبادت گزار ہونگے، حتی کہ صحابہ کرام کی نمازوں کا ان خارجیوں کی نمازوں سے مقارنہ و موازنہ کیا جائے تو وہ حقیر لگیں، لیکن اس کے باوجود بتایا کہ وہ دین سے نکل جائینگے.

بعض اوقات اجتہاد میں غلطی کی وجہ سے آدمی بدعت میں پڑ جاتا ہے، وہ جان بوجھ کر عمدا مخالفت اور بدعت کا ارتکاب نہیں کرتا، ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالی اسے بخش کر معاف کر دیگا.

امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بڑے اہل علم آئمہ کرام کا اچھائیاں جب زیادہ ہوں، اور اور اس کے بارہ میں حق کی تلاش کا علم ہو جائے، اور اس کا علم وسیع ہو، اور اس کی ذکاوت فطانت ظاہر ہون اور نیکی و ورع اور تقوی اور سنت کی اتباع معروف ہو، تو اس

کی غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں، ہم اسے گمراہ نہیں کہینگے اور اسے پھینك نہیں دینگے اور اس کی اچھائیاں بھلا نہیں دینگے، جی ہاں اور نہ ہی اس کی بدعت و غلطی میں ہم اس کے پیچھے نہیں چلینگے، ہم اس کی توبہ کی امید رکھتے ہیں " انتہی

دیکھیں: سیر اعلام النبلاء (5 / 271).

مومن میں خیر و شر جمع ہو سکتا ہے، اس لیے اس میں جو خیر و بھلائی پائی جاتی ہے اس پر وہ اللہ کا شکر ادا کرے، اور جو اس میں برائی پائی جاتی ہے اس کی مذمت کرے، لیکن یہ سب اسے وعظ و نصیحت کرنے کے بعد ہونا چاہیے.

واللہ اعلم .